مشن

بلی گراہم کی نئی مہم — ایک ارب افراد کو انجیلی پیغام پہنچانے کا ہدف

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے معروف بپتسمہ دینے والے مبشر بلی گراہم نے ۱۴ مارچ کو سان جوان (پیورٹوریکو) میں ۲۳ ہزار افراد کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے ایک نئی مہم کا آغاز کیا جو منتظمین کے خیال میں کلیسیاء کی پوری تاریخ میں اپنے انداز کی سب سے بڑی مہم ہے۔ ۱۴-۱۸ مارچ ۱۹۹۵ء کی اس پانچ روزہ مہم پر، جسے "گلوبل مشن" [عالمی مشن] کا نام دیا گیا، اڑھائی کروڑ ڈالر کے خرچ کا تخمینہ تھا۔ بلی گراہم کے خطابات ۱۱۶ زبانوں میں ترجمہ ہوئے اور دُنیا کے ۱۱۷ ملکوں میں سیٹلائٹ کے ذریعے دکھائے گئے۔

مغربی دُنیا میں دستیاب جدید ترین ٹیکنالوجی کے بھرپور استعمال کے ساتھ ساتھ پانچ لاکھ کارکنوں کی خدمات حاصل کی گئی تھیں جو پروگرام دیکھنے والوں کے ممکنہ سوالوں کے جواب دینے کے لیے حاضر تھے۔ اسی طرح پندرہ لاکھ مسیحیوں کو تربیت دی گئی کہ وہ مسیحیت کا پیغام دوسروں تک پہنچا سکیں۔
(کرسچن سنچری، ۲۲-۲۹ مارچ ۱۹۹۵ء)

مشرقِ وسطیٰ

امریکی مسیحی رہنما مشرقی بیت المقدس میں یہودیوں کی آبادکاری کے مخالف ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے رومن کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس چرچوں کے آٹھ معروف رہنماؤں نے کلنٹن انتظامیہ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اسرائیل کو مشرقی بیت المقدس میں یہودی بستیوں کی تعمیر اور فلسطینی علاقے میں پھیلاؤ سے روکنے کے لیے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرے۔ ۶ مارچ ۱۹۹۵ء کو پریس کے لیے جاری کیے گئے خط کو چرچ رہنماؤں نے "بیت المقدس: شہرِ امن" کا نام دیا ہے۔ خط میں چرچ رہنماؤں نے انتباہ کیا ہے کہ اگر اسرائیل نے بیت المقدس پر بلاشرکت غیرے اپنی حاکمیت قائم رکھنے کی کوشش جاری رکھی تو اس سے قیامِ امن کی کوششیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔
چرچ رہنماؤں کی رائے میں "بیت المقدس کے مسئلے پر فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان

کسی سمجھوتے پر پہنچنے کے لیے لازمی ہے کہ بیت المقدس کو کُھلے عام مذاکرات کا موضوع بنایا جائے"۔ اس امر کا احساس کرتے ہوئے کہ شہر یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں کے لیے مقدّس ہے، چرچ رہنماؤں نے کہا ہے۔ "ہم تاریخ کے ایک اہم موڑ پر کھڑے ہیں جہاں بیت المقدس کا مستقبل پُرامن مذاکرات سے حل کیا جاسکتا ہے۔ تینوں مذہبی برادریوں کا مذاکرات میں حصّہ ہونا چاہیے"۔

خط میں بطور خاص کہا گیا ہے کہ کلنٹن انتظامیہ کو چاہیے کہ "وہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کرے، اس اہم مسئلے کے حل کو حالات کے رحم و کرم یا زمینی حقائق کی تخلیق پر نہ چھوڑ دیا جائے۔" چرچ رہنماؤں نے اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے کہ کلنٹن انتظامیہ "بیت المقدس میں فلسطینیوں کے مفادات اور حقوق ماننے اور ان کی تائید کرنے میں ناکام رہی ہے۔"

بیت المقدس کے بارے میں اسرائیلی پالیسی کے حوالے سے متعدّد سوال اٹھائے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر خط میں کہا گیا ہے کہ "بین الاقوامی قانون کے بالکل خلاف زیادہ سے زیادہ زمین الحاق، بے دخلی اور نجی خرید و فروخت کے ذریعے فلسطینیوں سے لے کر اسرائیلی کنٹرول میں دی جا رہی ہے، اور فلسطینیوں کو زمین بیچنے پر اکثر مجبور کیا جاتا ہے جس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں"۔ عظیم تر بیت المقدس (Greater Jerusalem) کا اسرائیلی منصوبہ کوئی ڈھکا چُھپا راز نہیں۔ اسرائیل کا یہ کہنا کہ بیت المقدس غیر منقسم رہے گا اور ہمیشہ کے لیے اس کا دارالحکومت ہے۔ یہ بیت المقدس پر اُس کے بلا شرکت غیرے حاکمیّت کا دعویٰ ہے اور اِس طرح شہر کے مستقبل پر مذاکرات کو شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کرنے کے مترادف ہے۔

خط کے اجراء کے فوراً بعد بیت المقدس کے اسرائیلی میئر کے ساتھ ساتھ امریکی یہودیوں کے ترجمان نے چرچ رہنماؤں کے نقطۂ نظر کو یک طرفہ قرار دیا ہے جو امریکی مسیحیوں کی اکثریت کی رائے کی نمائندگی نہیں کرتا۔

بیت المقدس کے حکّام نے حال ہی میں اعلان کیا ہے کہ شہر کے قریب "مغربی کنارے" میں یہودیوں کے لیے ہزاروں نئے گھر تعمیر کیے جائیں گے۔ واضح رہے کہ عرب اکثریت کے مشرقی بیت المقدس پر اسرائیل نے ۱۹۶۷ء کی چھ روزہ جنگ میں قبضہ کیا تھا اور اب پورے شہر کو اپنے سیاسی اقتدار کے تحت متحد رکھنا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسرائیلی حکّام مسلمانوں، مسیحیوں اور یہودیوں کو یکساں طور پر اُن کے مقدّس مقامات تک رسائی دینے کی بات کرتے ہیں۔ فلسطینیوں کی رائے میں اسرائیل کا یہ رویّہ معاہدۂ امن کی خلاف ورزی ہے اور زمین عربوں سے چھینی گئی ہے۔ "تنظیم آزادی فلسطین" کی رائے میں شہر کو تقسیم ہونا چاہیے اور مشرقی بیت المقدس فلسطینی ریاست کا دارالحکومت ہو گا۔

خط پر دستخط کرنے کے محض چند دن بعد ایک دستخط کنندہ ولیم - ایچ - کیلر ("کیتھولک بشپوں کی قومی کونسل" کے سربراہ) نے مسئلے پر اپنی پوزیشن واضح کرنا ضروری خیال کیا تاکہ امریکی یہودی رہنماؤں کی تشویش دُور ہو سکے۔ ۱۵ مارچ کے بیان میں ولیم - ایچ - کیلر نے کہا کہ مشترکہ خط بیت المقدس کی آئندہ حیثیت کے بارے میں کسی خاص نقطۂ نظر کی تائید نہیں ہے۔

یہودی گروہوں نے چرچ رہنماؤں کے مشترکہ خط کو اسرائیل کی سلامتی اور عربوں کے ساتھ امن مذاکرات کے حوالے سے بے حسی پر مبنی قرار دیا ہے۔ یہودی گروہ بالخصوص ولیم - ایچ - کیلر کی شمولیت پر پریشان ہیں، کیوں کہ کیتھولک حکام نے اُنہیں قبل از وقت آگاہ نہیں کیا تھا۔ جب کہ یہودی اور امریکی کیتھولک رہنماؤں کے درمیان ڈائیلاگ جاری ہے اور پروٹوکول کے طور پر ایسے اقدامات سے ایک دوسرے کو آگاہ کرتے ہیں جو اُنہیں باہم متاثر کرتے ہیں۔

---

۵ مارچ کا مشترکہ خط واشنگٹن سے کام کرنے والی ایک تنظیم "چرچز فار مڈل ایسٹ پیس" (Churches for Middle East Peace) کی کوششوں سے جاری ہوا تھا۔ اس تنظیم کی ڈائریکٹر کورن وٹ لیچ (Corrine Whitlach) نے بتایا ہے کہ آٹھوں دستخط کرنے والے رہنماؤں کی ہدایت کے مطابق کسی کی طرف سے پیشگی اطلاع نہیں دی جا سکتی تھی۔ کورن وٹ لیچ کی رائے میں کیلر کا (۵ مارچ) کا بیان مشترکہ خط کے مقصد کے خلاف نہیں۔

ولیم - ایچ - کیلر کے ساتھ جن دوسرے رہنماؤں نے ۵ مارچ کے خط پر دستخط کیے، اُن کے نام اور مناصب یہ ہیں۔

* جیرالڈ ایل - براؤن	(صدر رومن کیتھولک کانفرنس آف میجر سپریئرز)
* ایڈمنڈ ایل - براؤننگ	(صدارتی بشپ دی اپسکوپل چرچ)
* ہربرٹ ڈبلیو چِل سٹورم	(بشپ آف دی ایونجلیکل لوتھیرن چرچ)
* کارا نیوبل	(ایگزیکٹو ڈائریکٹر، امریکن فرینڈز سروس کمیٹی)
* آرچ بشپ ایاکووز	(اسقف اعظم، گریک آرچ ڈایوسیس آف نارتھ اینڈ ساؤتھ امریکا)
* میٹروپولٹن فلپ صلیبہ	(انطاکین آرتھوڈوکس کرسچن آرچ ڈایوسیس آف نارتھ امریکا)
* رابرٹ ای - سیپل	(صدر "ورلڈ وژن") "ورلڈ وژن" ایک پروٹسٹنٹ امدادی ایجنسی ہے۔

مصر: مشرقِ وسطیٰ کی دو تہائی مسیحی آبادی اور اسلام

دس برس پہلے امریکی مسیحیوں کو مشرقِ وسطیٰ کی مسیحی برادری کے بارے میں باخبر رکھنے کے لیے ایک تنظیم (ایونجلیکل Evangelicals for Middle East Understanding